ہفت روزہ
مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

کراچی

قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں۔

علامہ اقبالؒ

جلد ۲
شمارہ ۲۵
۲۵ صفر تا یکم ربیع الاول ۱۴۰۴ھ
۳ تا ۹ دسمبر ۱۹۸۳ء
۲.۰۰

خصائلِ نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالن کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹- حدثنا ابن ابی عمر حدثنا سفین حدثنا عبد اللہ بن محمد بن عقیل سمع جابرًا قال سفین وحدثنا محمد بن المنکدر عن جابر قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا معہ فدخل علی امرأۃ من الانصار فذبحت لہ شاۃ فاکل منہا و اتتہ بقناع من رطب فاکل منہ ثم توضأ للظہر وصلی ثم انصرف فاتتہ بعلالۃ من علالۃ الشاۃ فاکل ثم صلی العصر ولم یتوضأ۔

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک انصاری عورت کے مکان پر تشریف لے گئے۔ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری ذبح کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ اس کے بعد کھجور کی چنگیری میں کچھ تازہ کھجوریں لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے بھی کچھ تناول فرمایا پھر ظہر کی نماز کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کر کے نماز ادا کی، پھر واپس تشریف لانے پر انہوں نے باسی گوشت سامنے رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تناول فرمایا اور عصر کی نماز کے لیے دوبارہ وضو نہیں کیا اُسی پہلے وضو سے نماز ادا فرمائی۔

فائدہ:- اس حدیث سے بھی آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو نہ ٹوٹنے پر استدلال کیا جاتا ہے نیز دن میں دو مرتبہ کھانے کا اثبات بھی اس حدیث سے کیا جاتا ہے لہذا جن احادیث میں دو مرتبہ کا انکار گزرا ہے وہ کہنے والے کے اپنے علم کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی توجیہ ہو سکتی ہے کہ ان میں دو مرتبہ پیٹ بھرنے کا انکار تھا دو مرتبہ کھانے کا انکار نہ تھا کہ تھوڑا سا دوبارہ کھا لیا گیا۔

۳۰- حدثنا العباس بن محمد الدوری حدثنا یونس بن محمد حدثنا فلیح بن سلیمان عن عثمان بن عبد الرحمن عن یعقوب بن ابی یعقوب عن ام المنذر قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ علیؓ و لنا دوال معلقۃ قالت فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکل وعلی معہ یاکل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلیؓ مہ یا علیؓ فانک ناقہ قالت فجلس علیؓ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یاکل قالت فجعلت لہم سلقًا و شعیرًا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلیؓ یا علی من ھذا فاصب فانہ اوفق لک۔

باقی صفحہ پر

فہرست

۱۔ خصائل نبوی
حضرت شیخ الحدیثؒ ۲

۲۔ ابتدائیہ

۳۔ معیارِ نبوت اور مرزا قادیانی ۹
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

۴۔ آپ کے مسائل کا جواب ۱۵
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

۵۔ قومی اخبارات کا مطالعہ

۶۔ مسئلہ ختم نبوت
علی اصغر چشتی

جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۲۵

شعبۂ کتابت :- حافظ عبدالستار [illegible]
غلام [illegible]

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، دوبان، شارجہ دوبئی، اردن اور شام	۲۴۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۸۰ روپیہ
افریقہ	۳۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

فون نمبر
[illegible]

رابطۂ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع:۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت:۔ ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ـــ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی

بعدہٗ

قادیانی ملازمین کا سروے

"سرکاری اور خود مختار اداروں میں کام کرنے والے قادیانی ملازمین کے بارے میں سروے شروع کر دیا گیا ہے پی پی آئی نے باوثوق ذریعہ کے حوالے سے یہ انکشاف کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ سروے خود متعلقہ محکمے کر رہے ہیں اور اس ضمن میں مختلف اداروں کو ایک سرکلر موصول ہوا ہے جس میں ان اداروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے محکمے میں کام کرنے والے قادیانی ملازمین کی تفصیلی معلومات جن میں ان کی تعداد اور گریڈ وغیرہ سب کچھ شامل ہو۔ ۲۵ر نومبر تک پیش کر دیں۔ یہ امر یہاں قابل ذکر ہے کہ گذشتہ کئی ماہ سے عوام کے مختلف طبقے قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر اظہار تشویش کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ قادیانیوں کی ان کی روز افزوں سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے۔ مجلس شوریٰ کے حالیہ اجلاس میں بھی مختلف ارکان نے قادیانیت کے فتنہ پر بحث کا مطالبہ کیا۔ جب کہ اسی ہفتے کراچی میں مولانا محمد ولی رازی کی کتاب کی تقریب رونمائی میں ایک عالم دین کے استفسار پر صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے واضح طور پر کہا کہ قادیانی کافروں سے بھی بدتر ہیں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت یہ دعویٰ کرتی رہی ہیں کہ اس کے پاس ملک کے مختلف سرکاری محکموں میں اہم عہدوں پر تعینات تمام قادیانیوں کی معلومات موجود ہیں۔ مجلس یہ بھی کہتی رہی ہے کہ غیر ممالک میں خدمات انجام دینے کے لیے جب اہم اور ذمہ دار عہدوں پر پاکستان سے افسران کو بھیجا جاتا ہے تو احمدی مشن کی کوششوں سے قادیانیوں کو بھی بھیج دیا جاتا ہے۔ ان ذرائع کے مطابق گزشتہ سال متعدد قادیانیوں نے مسلمانوں کے بھیس میں حج پر جانے کی کوشش کی تھی لیکن اس بارے میں اطلاعات موصول ہوتے ہی انہیں کراچی واقع حاجی کیمپ سے واپس بھیج دیا گیا اور حج پر جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس اقلیت سے تعلق رکھنے والے افسران کی کوشش ہوتی ہے کہ تمام اہم اور ذمہ دار اسامیوں پر قادیانیوں کا تقرر عمل میں آجائے اس سلسلے میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے پاس جو تفصیلات موجود ہیں وہ انہیں حکومت کے حوالے کرنے کو تیار ہے۔" (روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۱ نومبر ۱۹۸۳ء)

یہ تازہ ترین خبر قادیانی ملازمین کے جانے کے بارے میں ہے، ایک حقیر اقلیت نے کس طرح کلیدی اسامیوں پر رسائی حاصل کی، اس خبر پر تبصرہ کرنے سے پہلے ہم اس امر کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد نے پوری زندگی انگریز کے سائے میں گذاری یہاں تک کہ ان کی حمایت میں بقول خود پچاس الماریاں لکھیں اور ان کی وفاداری میں جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے کے بعد اس پودے کو استعماری طاقتوں نے اپنی حفاظت میں پروان چڑھایا اور اس کی خوب آبیاری کی یہاں تک کہ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین کے دور میں "قادیانی" برطانیہ کی جانشینی" کے خواب دیکھنے لگے، جیسا کہ ان کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ ۱۹۲۲ء میں خطبۂ جمعہ کے دوران مرزا محمود نے کہا۔

"نہیں معلوم ہمیں کب دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں" (الفضل ۲۷ فروری)

اس سے پہلے ۱۴، فروری ۱۹۲۲ء کو الفضل میں خلیفۂ قادیان مرزا محمود احمد کی جو تقریر شائع ہوئی ہے اس میں کہتے ہیں:-

"ہم احمدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں"

نیز لکھتے ہیں:-

"ملکی سیاست میں خلیفۂ وقت سے بہتر اور کوئی راہنمائی نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال ہوتی ہے" (الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

۱۹۲۵ء میں کہا:-

"اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے۔ تمہارے راستے سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے" (الفضل ۸، جولائی)

۱۹۴۵ء میں انہوں نے اپنے سیاسی عزائم کا اظہار اس طرح کیا:-

"جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریزی حکومت۔ ناقل) کو قائم رکھا جائے"

۱۹۴۵ء کے بعد حصول اقتدار کے یہ ارادے ان کی تحریروں میں عام طور پر پائے جانے لگے۔ جسٹس منیر نے ۱۹۵۳ء کے واقعات سے متعلق مسلمانوں سے مرزائیوں کی نزاع کی رپورٹ لکھی ہے اس کے صفحہ ۱۹۶ پر درج ہے کہ:

"۱۹۴۵ء سے لے کر ۱۹۴۷ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ وہ برطانیہ کا جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے وہ نہ تو ایک ہندو دنیاوی حکومت اپنے لیے پسند کرتے تھے اور نہ پاکستان کو منتخب کر سکتے تھے"

جب پاکستان قائم ہوا اور مسلمان آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہوئے تو مرزائی پاکستان بننے پر خوش نہ تھے اور نہ پاکستان بننے کے حق میں تھے مرزا محمود نے پاکستان بننے سے ۲ ماہ قبل خطبہ دیا تھا۔

"ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، اور یہ کوشش کریں گے کہ یہ پھر کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائے"

(الفضل ۱۶، مئی ۱۹۴۷ء)

باقی صلا پر

معیارِ نبوت اور مرزا قادیانی

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی

محترم مولانا صاحب: السلام علیکم

آپ کو تھوڑی سی زحمت دینا چاہتا ہوں امید ہے آپ اس سلسلے میں میری مدد فرما کر ضرور میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ دراصل میرا واسطہ ایک احمدیؐ سے پڑا اور جب میں نے اس کو احمدیت چھوڑ دینے کے لئے کہا تو اس نے درج ذیل وضاحت طلب نقاط رکھے۔ جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں تاکہ آپ اس سلسلہ مدلل جواب دیں۔ جس پر وہ لاجواب ہو جائے اور دین حق کو قبول کرلے۔

بقول مرزا غلام احمد کے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ حضور کو کہتا ہے۔ کہ اگر وہ مجھ پر افتراء کرتا تو میں اسے فی الفور پکڑ لیتا۔ اور اس کی رگِ جان کاٹ دیتا۔ (انجام آتھم صفحہ ۴۹) اور یہ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ۲۵ سال تک اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتا رہوں۔ اور مجھے نہ پکڑے بلکہ مجھے ترقی دے۔

اب میں اس سلسلہ آپ سے پوچھنا چاہوں گا۔

۱۔ کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کس مقام پر کہی۔

۲۔ اس قرآنی آیات سے درحقیقت کیا مراد ہے۔

۳۔ کیا دنیا میں جتنے بھی جھوٹے نبی آئے یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا، ان سب کی اللہ تعالیٰ نے رگ جان کاٹ دی اور وہ قتل ہوئے۔ یا کچھ ایسے بھی تھے جو قتل نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ طبعی موت مرے باوجود اس کے کہ وہ اللہ پر افتراء کرتے رہے۔ ان کی مثالیں ضرور دیجئے

۴۔ مرزا غلام احمد نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹ پر ایک دارقطنی کی حدیث جو امام باقر سے مروی ہے نقل کی ہے۔ اور بقول ان کے حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس للنصف منہ ولم تکونا منذ خلق السموٰت والارض۔ (ترجمہ) ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں یہ نشان آسمان وزمین کی پیدائش سے لے کر کبھی ظاہر نہیں ہوئے ایک تو یہ کہ چاند کو پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور دوسرا یہ کہ سورج کو اسی رمضان کی درمیانی تاریخ میں گرہن لگے گا۔ اور یہ دونوں باتیں آسمان وزمین کی پیدائش کے وقت سے کبھی نہیں ہوئیں۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے مرزا کہتا ہے کہ ۱۸۹۴ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاند اور ۲۸ تاریخ کو ہونے والا سورج گرہن ایسا تھا۔ جو اس کے لئے بطور نشان تھا۔ اور یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ ان تاریخوں میں یعنی ۱۳ر کو چاند گرہن اور ۲۸ کو سورج گرہن ہوا ہو۔ اور اس دوران کوئی مدعی نبوت یا مہدویت بھی ہو۔ اور یہ کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن کا مطلب ۱۳ر تاریخ اس لئے ہے کہ ہمیشہ رمضان میں چاند گرہن ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو لگتا ہے۔ کہ سورج گرہن جو رمضان کی رات ہوا اس سے مراد ۲۸ر کی رات ہے کیونکہ ہمیشہ رمضان میں سورج ۲۶، ۲۸، ۲۹ کو ہوتا ہے۔

ل یہ لکھنا اور کہنا صحیح نہیں انہیں قادیانی یا مرزائی لکھا جائے۔

سوال

۱- آپ اس حدیث کے معانی کی تشریح کریں

۲- مرزا نے جو تشریح کی ہے اس پر تبصرہ کریں

۳- اور ۱۸۹۴ء میں ہونے والے خسوف وکسوف کی کیا حقیقت تھی۔

مرزا نے براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے کہ قرآنی آیت **فلما توفیتنی** کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں گے۔ کہ کیا عیسیٰ تو نے لوگوں کو کہا تھا۔ کہ وہ مجھے اور تیری ماں کو معبود ٹھہرائیں۔ تو عیسیٰ جواب دیں گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا۔ تو میں ان کے حالات سے مطلع تھا اور گواہ تھا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان کے حالات سے واقف تھا یعنی بعد وفات کے مجھے ان کے حالات کی کچھ خبر نہیں۔

مرزا اس آیت سے دو باتیں ثابت کرتا ہے:

۱ یہ کہ حضرت عیسیٰؑ اس آیت میں اقرار کرتے ہیں کہ جب تک میں ان میں تھا۔ میں ان کا محافظ تھا۔ اور وہ میرے رُوبرو نہیں بگڑے۔ پس اگر یہ فرض کیا جائے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ ہیں تو ساتھ ہی اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ عیسائی بھی بگڑے نہیں۔ کیونکہ اس آیت میں عیسائیوں کا بگڑنا۔ فلما توفیتنی کا نتیجہ ٹھہرایا گیا ہے یعنی حضرت عیسیٰ کی وفات پر موقوف رکھا گیا ہے جب کہ ظاہر ہے کہ عیسائی بگڑ چکے ہیں تو ساتھ ہی ماننا پڑتا ہے کہ عیسیٰ بھی فوت ہو چکے ہیں ورنہ تکذیب آیت قرآنی لازم آتی ہے۔

۲ آیت میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ عیسائیوں کے بگڑنے کی نسبت لاعلمی ظاہر کریں گے اور کہیں مجھے تو ان کے حالات کی اس وقت تک خبر ہے جب تک میں ان میں تھا۔ اور بعد وفات کے کچھ خبر نہیں۔ اگر حضرت دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے اور عیسائیوں کی ضلالت پر ہم اطلاع پاتے تو پھر ان کا یہ عذر محض دروغ گوئی ٹھہرتا۔ اور اس کا جواب تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ہونا چاہئے تھا کہ اے گستاخ شخص میرے روبرو کیوں جھوٹ بولتا ہے اور کیوں محض دروغ گوئی کے طور پر کہتا ہے کہ مجھے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے قیامت سے پہلے دوبارہ تجھے دنیا میں بھیجا تھا تو تُو نے عیسائیوں سے لڑائیاں کی تھیں۔ صلیب توڑی تھی اور خنزیر قتل کئے تھے۔ تو پھر ایسا عقیدہ رکھنا کہ وہ دوبارہ آئیں گے۔ سے ظاہراً وہ دروغ گو ٹھہرتے نعوذ باللہ ٹھہرتے ہیں۔

۱ اس آیت کی اصل تشریح کیا ہے۔

۲ مرزا کی تشریح پر تبصرہ کریں

مجھے امید ہے کہ آپ جلد از جلد اس سلسلہ میں آسان اور واضح جواب بھیج کر حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ نوازش ہوگی۔

ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن - ۱۸ - آفیسرز لاج، بی، وی، ایچ
بہاولپور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

مکرم ومحترم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ان سوالوں کے جوابات مختصراً لکھتا ہوں۔

۱۔ مرزا صاحب کا ان آیات کو اپنی صداقت میں پیش کرنا کئی وجہ سے غلط ہے۔

اول: ۔ سورۃ الحاقۃ کی یہ آیات (۴۴ تا ۴۶) قضیہ شخصیہ ہیں قاعدہ کلیہ نہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ جن مدعیان نبوت کاذبہ نے مہلت پائی ان کو سچا نبی سمجھا جائے اور جو انبیاء کرام علیہم السلام کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے ان

کو۔ نعوذ باللہ۔ جھوٹا سمجھا جائے۔

دوم:۔ کسی چیز کو کسی معیار پر پرکھنے کی ضرورت تب ہوتی ہے جب کہ اس کے صحیح یا غلط ہونے کے دونوں احتمال موجود ہیں جو چیز بالبداہت غلط اور کھوٹی ہو اس کو کوئی عاقل کسی معیار پر پرکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کیا کرتا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اور اس کا امکان ہی باقی نہیں رہا کہ کسی شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے منصب سے سرفراز کیا جائے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بالبداہت باطل ہے اس کو کسی معیار پر جانچنے کی کوشش ہی عبث ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

التحدی فرع دعوی	معجزہ نمائی کا چیلنج فرع ہے
النبوۃ ودعوی النبوۃ	دعویٰ نبوت کی۔ اور نبوت کا
بعد نبینا صلی اللہ علیہ	دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کفر بالاجماع	وسلم کے بعد بالاجماع کفر ہے

ص ۲۰۲

سوم:۔ ان دونوں باتوں سے قطع نظر اگر بفرض محال یہ مان لیا جائے کہ یہ آیت ہر مدعی نبوت کے صدق وکذب کا معیار مقرر کرتی ہے تو اس آیت کی رُو سے خود مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اس کی تقریر تین مقدموں پر موقوف ہے۔

ایک یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک یہ آیت ہر ایک مفتری کے لیے نہیں بلکہ صرف مدعی نبوت کے لیے ہے۔ (دیکھئے ضمیمہ اربعین ص ۳ ر ۴ صد ۱۱)

دوسرے یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک اس آیت کریمہ کی رُو سے سچے نبی کو ۲۳ برس کی مہلت ضرور ملتی ہے اگر کوئی مدعی نبوت اتنی مہلت نہ پائے تو جھوٹا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

" اگر کوئی شخص بطور افترار کے نبوت اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائے گا۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۵)

تیسرا مقدمہ یہ کہ مرزا صاحب نے ان کے صاحبزادے مرزا محمود صاحب کے بقول ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس سے پہلے وہ دعویٰ نبوت سے انکار کرتے تھے۔ مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں:

اور چونکہ "ایک غلطی کا ازالہ" ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے) اپنی نبوۃ کا اعلان بڑے زور سے کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی ہے (یعنی اپنے آپ کو نبی سمجھنے لگے) اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے ..... پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۱)

مرزا محمود صاحب کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ۱۹۰۰ء سے پہلے اپنے نبی ہونے کا انکار کرتے تھے۔ ۱۹۰۱ء میں آپ نے کھل کر نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور ۱۹۰۰ء میں دعویٰ نبوت کا کچھ کچھ خیال پیدا ہو رہا تھا۔

ان تین باتوں کو ملحوظ رکھ کر دیکھئے کہ مرزا صاحب ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ سے (جس کی انہوں نے مولانا ثناء اللہ مرحوم کے مقابلہ میں اپنے لیے بددعا کی تھی) مرجاتے ہیں ان کو دعویٰ نبوت کے بعد صرف ساڑھے سات سال مہلت ملی۔ جب کہ یہ خود ان کے بقول قرآنی معیار کے مطابق ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔

۴:۔ دار قطنی کی روایت سے مرزا قادیانی کا استدلال چند وجہ سے غلط ہے۔

اول:- یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں۔ بلکہ امام محمد باقرؒ کا قول ہے جو شہید کربلا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کے پوتے ہیں۔

دوم:- اس روایت کے دو راوی عمرو بن شمر اور جابر جُعفی جھوٹے رافضی ہیں۔ عمرو بن شمر کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کی آرا یہ ہیں۔ امام دارقطنی اور نسائی کہتے ہیں کہ یہ متروک الحدیث ہے جوزجانی کہتے ہیں کہ وہ گمراہ جھوٹا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ "غالی رافضی تھا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دیتا اور موضوع روایتیں بیان کیا کرتا تھا"۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں لیس بشیء (یعنی وہ کچھ نہیں محض لغو ہے)۔ امام بخاری فرماتے ہیں "منکر الحدیث ہے" سلیمانی کہتے ہیں کہ "وہ روافض کے لیے حدیثیں گھڑا کرتا تھا"۔ (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۹) امام حاکم فرماتے ہیں کہ "یہ شخص جابر جعفی کے حوالے سے بکثرت من گھڑت روایتیں نقل کیا کرتا تھا"۔ امام ابو نعیم فرماتے ہیں کہ "یہ جابر جعفی سے منکر اور موضوع روایتیں نقل کرتا ہے۔

(لسان المیزان جلد ۴ صفحہ ۳۶۶)

اس روایت کو عمرو بن شمر جابر جعفی سے نقل کرتا ہے۔ جابر جعفی کٹر رافضی تھا جو رجعت کا عقیدہ رکھتا تھا۔ امام شعبیؒ نے اس سے کہا تھا کہ تو نہیں مرے گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ باندھے۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ امام شعبی کے اس ارشاد پر چند ہی دن گذرے تھے کہ جابر کو متہم بالکذب پایا گیا امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ "میں جن لوگوں سے ملا ہوں ان میں جابر جعفی سے بڑھ کر کسی کو جھوٹا نہیں پایا"۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ صفحہ ۴۹)

غالباً پہلے اس شخص کا رفض نہیں کھلا ہوگا۔ اس لیے بعض اکابر نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔ بعد میں جب اس کی حقیقت کھلی تو اسے ترک کر دیا تھا۔

حافظؒ تقریب میں لکھتے ہیں: "ضعیف رافضی"۔ انصاف کیجئے جس روایت کی سند میں ایک جھوٹا و کذاب راوی موجود ہوں کیا اس سے کوئی دینی و شرعی مسئلہ ثابت ہوسکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کا تعلق فروعی مسائل سے نہیں بلکہ اعتقادی و نظریاتی مسائل سے ہو؟۔

سوم:- اس روایت کے صحیح یا غلط ہونے سے قطع نظر اس کے الفاظ پر غور کیجئے:۔ اس روایت میں کہا گیا کہ امام مہدی کی خاص علامت یہ ہے کہ رمضان مبارک کی پہلی رات کو چاند گہن اور پندرھویں تاریخ کو سورج گہن ہوگا اور یہ علامت جب سے آسمان وزمین کی تخلیق ہوئی ہے کبھی ظہور میں نہیں آئی۔ اب ذرا ماہرین فلکیات سے دریافت کیجئے کہ کیا رمضان مبارک میں کبھی اس شان کا کسوف وخسوف ہوا ہے! خود مرزا قادیانی نے صراحت کی ہے کہ ۱۸۹۴ء کا چاند گہن رمضان مبارک کی ۱۳ تاریخ کو اور سورج گہن رمضان کی ۲۸ تاریخ کو ہوا تھا۔ کیا ۱۳ تاریخ رمضان کی پہلی اور ۲۸ تاریخ رمضان کی درمیانی تاریخ کہلاتی ہے؟ پس جب روایت کے مطابق یہ علامت پائی ہی نہیں گئی تو اس کو اپنی صداقت کا نشان قرار دینا کیا معنی رکھتا؟ رہا مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ ان تاریخوں میں کبھی کسی مدعی کے زمانے میں خسوف و کسوف کا اجتماع نہیں ہوا محض آبلہ فریبی ہے۔ ماہرین فلکیات کے مطابق گذشتہ بارہ تیرہ صدیوں میں ساٹھ مرتبہ رمضان مبارک میں کسوف اور خسوف کا اجتماع ہو چکا ہے اور ان موقعوں پر متعدد مدعیانِ مہدویت و مسیحیت بھی موجود تھے۔ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری "رئیس قادیان" میں لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کا یہ بیان بھی ناقابل التفات ہے کہ دونوں نشان میرے سوا کسی مدعی نبوت یا رسالت کے واسطے جمع نہیں ہوئے کیونکہ کتاب حدائق النجوم"

(صفحہ ۲۰۲ - ۲۰۷) اور اسٹرونومی مؤلفہ مسٹر نارمن لوکیئر (صفحہ ۱۰۲) اور مسٹر کیتھ کی کتاب "یوز آف دی گلوبس" (صفحہ ۲۷۳ - ۲۷۶) جدول کسوف وخسوف کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں (۱ھ سے ۱۳۱۲ھ تک) ساٹھ مرتبہ رمضان المبارک میں اجتماع کسوفین ہوا۔ اور قارئین خاکسار راقم الحروف کی کتاب "ائمہ تلبیس" کے مطالعہ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ ان تیرہ صدیوں میں بیسیوں مدعیان مہدویت ونبوت ہر قرن میں مسند تزویر پر بیٹھ کر خلق خدا کو گمراہ کرتے رہے۔

ایران میں مرزا علی محمد باب نے ۱۲۶۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا، اس کے ساتویں سال یعنی رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں ۱۴ اور ۲۸ رمضان کو خسوف اور کسوف کا اجتماع ہوا۔ اس کے مارے جانے کے بعد اس کے دونوں جانشین صبح ازل اور بہاء اللہ بھی مہدویت اور مقام "من یظہرہ اللہ" کے مدعی تھے، پس مرزا صاحب کا یہ زعم کہ ۱۸۹۴ء کا اجتماع کسوفین میری مہدویت کا نشان تھا انتہا درجہ کی جسارت اور دیدہ دلیری ہے۔"

(صفحہ ۲۰۰ جلد ۲)

" اسی طرح مرزا صاحب کا دعویٰ بھی سخت لغو ہے کہ اس گرہن کے وقت میں مہدی موعود ہونے کا کوئی مدعی زمین پر بجز میرے نہیں تھا"۔ کیونکہ "قادیانی صاحب ہی کے زمانے میں محمد احمد مہدی سوڈانی بھی کرسی مہدویت بچھا رہا تھا"۔ (رئیس قادیان صفحہ ۱۹۹ جلد ۲)

الغرض مرزا قادیانی کا دارقطنی کی اس روایت کو اپنے نشان کے طور پر پیش کرنا کسی صاحب عقل و ہوش کے نزدیک صحیح نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خود یہ روایت اس کے دعوی کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ روایت میں جس غیر معمولی اور خارق عادت کسوف وخسوف کے اجتماع کا ذکر کیا گیا ہے وہ مرزا کے زمانہ میں نہیں پایا گیا، اور جو اس کے زمانہ میں کسوف وخسوف ہوا وہ خرق عادت نہیں تھا جیسا کہ اس روایت میں ذکر کیا گیا ہے بلکہ عام معمول کے مطابق تھا جو ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ اور جس میں کوئی ندرت نہیں پس جب معلوم ہوا کہ مہدی کے زمانے میں جو خرق عادت کے طور پر کسوف وخسوف ہوگا وہ مرزا کے زمانے میں نہیں پایا گیا تو اس سے معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا مہدی نہیں بلکہ دعویٰ مہدویت میں جھوٹا ہے۔ کیونکہ مہدی کی خاص علامت اس میں نہیں پائی گئی۔

۲:۔ مرزا صاحب نے آیت کریمہ **فلما توفیتنی** کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس میں چند امور قابل غور ہیں:۔

اول:۔ مرزا کی پہلی کتاب براہین احمدیہ کا حصہ چہارم ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا تھا، جیسا کہ اس کے سرورق پر درج ہے اور اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے، چنانچہ قرآن کریم کی آیت اور اپنے الہام کے حوالے سے مرزا صاحب نے ان کی دوبارہ تشریف آوری کی اطلاع ان الفاظ میں دی تھی:۔

" **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ** ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ (اس آیت میں) دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار...... مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت متشابہ واقع ہوئی ہے...... سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لیے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز

تو بھی شریک کر رکھا ہے۔ یعنی حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم طبع اول صفحہ ۴۹۹)

مرزا صاحب کی اس عبارت سے واضح ہے کہ ۱۸۸۴ء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات تھے۔ قرآن کریم ان کی دوبارہ تشریف آوری کا اعلان کر رہا تھا اور مرزا صاحب پر بطور الہام یہ بات ظاہر کی گئی تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس قرآنی پیش گوئی کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ۱۸۸۴ء کے بعد کونسی تاریخ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی؟ اور اس کے بعد کون سی آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی اطلاع دی گئی ہو؟۔ اور یہ امر بھی قابل دریافت ہے کہ آیت کریمہ **فلما توفیتنی** سے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے تو یہ آیت تو قرآن کریم میں اس وقت بھی موجود تھی پھر مرزا نے ایک جھوٹی پیشگوئی کو قرآن کریم کے حوالے سے کیوں اپنی کتاب میں درج کیا اور اس کے ملہم نے مرزا کو کیوں یہ جھوٹی اطلاع دی کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس قرآنی پیشگوئی کا ظاہری اور جسمانی طور پہ مصداق ہیں؟ اور یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر مرزا صاحب براہین احمدیہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ دنیا میں تشریف لانے پر قرآن کریم آیت

کی آیت سے غلط استدلال کر سکتے ہیں اور اس کے لیے اپنا جھوٹا الہام پیش کر سکتے ہیں تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وفاتِ مسیح پر جو آیات سے استدلال کرتے ہیں وہ غلط نہیں ہے اور جو الہامات پیش کرتے ہیں وہ جھوٹے نہیں ہیں۔؟

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ خود مرزا صاحب ہی بقلم خود حیاتِ مسیح پر قرآن کریم کی آیت اور اپنا الہام پیش کر چکے ہیں، بعد میں انہوں نے اسلامی عقیدے سے انحراف کر کے نیچریوں کی تقلید کی اور وفاتِ مسیح کا عقیدہ تراش لیا، جو شخص قرآنی اور الہامی عقیدے سے انحراف کر کے ایک نیا عقیدہ تراش لے وہ دیندار نہیں بلکہ بے دین کہلاتا ہے اور اگر اس نئے عقیدے پر قرآن کریم کی کسی آیت یا کسی حدیث شریف سے استدلال کرے تو وہ ملحد اور زندیق کہلاتا ہے۔ حیاتِ مسیح کا عقیدہ خود مرزا کی تصریح کے مطابق قرآنی والہامی عقیدہ تھا۔ مرزا نے نیچریوں کی تقلید میں اس قرآنی عقیدہ کو چھوڑا اور اس کے برخلاف قرآن کریم کی آیتوں سے استدلال کرنے لگے تو ان کے بے دین، ملحد اور زندیق ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟

دوم:- یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ آیت کریمہ **فلما توفیتنی** یا دوسری وہ آیات جن کو مرزا قادیانی وفاتِ مسیح کے ثبوت میں پیش کرتا ہے چودھویں صدی میں نازل نہیں ہوئیں پہلے بھی وہ قرآن مجید میں موجود تھیں اور گذشتہ تیرہ چودہ صدیوں کے اکابر امت اور مجددین ملت کی نظر سے وہ اوجھل نہیں تھیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین عظام اور تمام صدیوں کے اکابرین امت ان آیات کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ تشریف لانے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

"مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے، جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے۔ اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۵۷ طبع اول)

اور یہ بات عقلاً و شرعاً ناممکن اور محال ہے کہ قرآن کریم کی آیات کا مطلب نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

سمجھا ہو۔ نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، نہ تابعین عظام نے، نہ تیرہ چودہ صدیوں کے اکابر امت اور مجدد ملت نے ___ پس اگر ان آیات کا وہی مطلب ہوتا جو مرزا صاحب بیان کر رہے ہیں تو مرزا صاحب کو وفات مسیح کے عقیدے کا اعلان کرنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ یہ عقیدہ روز اول سے امت میں متواتر چلا آنا چاہئے تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔

لیکن اس کے برعکس ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا صاحب کی براہین احمدیہ تک تمام اکابر امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتے چلے آئے ہیں اور اس عقیدہ کو قرآن کریم کی آیات بینات اور احادیث متواترہ سے ثابت کرتے آئے ہیں۔ تفسیر حدیث اور عقائد کی تمام کتابوں میں اس عقیدے کو جلی عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔ اب انصاف کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام اکابر امت کا عقیدہ تو غلط ہو اور وہ قرآن کریم کی آیات بینات کا مطلب نہ سمجھیں اور مرزا قادیانی کا عقیدہ (جو نیچریوں کی تقلید میں اپنایا گیا) وہ صحیح ہو اور مرزا صاحب قرآن کریم کی ان آیات کا مطلب سمجھ جائیں، کیا کسی کی عقل و فہم میں یہ بات آسکتی ہے؟ اس نکتہ کو سامنے رکھ کر ہر شخص بالبداہت سمجھے گا کہ براہین احمدیہ میں مرزا صاحب نے صحیح عقیدہ لکھا تھا۔ بعد میں وہ پٹڑی سے اتر گئے اور یہ کہ قرآن مجید میں وفات مسیح کے عقیدے کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ مرزا صاحب محض اپنی ذہنی اختراع کو لفاظی کے زور سے قرآن کریم کے سر منڈھنا چاہتے ہیں۔

سوم: آیت کریمہ **فلما توفیتنی** وفات مسیح کو ثابت نہیں کرتی بلکہ خود قادیانی عقیدے کی جڑ کاٹتی ہے کیونکہ اس آیت شریفہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی دو حالتیں ذکر کی گئی ہیں ایک قوم کے درمیان موجود رہنے کی۔ جس کو "**وکنت علیہم شہیداً مادمت فیہم**" میں ذکر فرمایا گیا ہے اور دوسری حالت اس کے بالمقابل قوم کے درمیان غیر موجودگی کی۔ جس کو **فلما توفیتنی** میں ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہے ہیں کہ میں جب تک ان کے درمیان موجود رہا تب تک ان کے احوال پر مطلع رہا اور ان کی نگرانی کرتا رہا کہ کوئی غلط عقیدہ نہ اپنالیں۔ پھر جب میرے ان کے درمیان قیام کی مدت پوری ہوگئی اور آپ نے ان کے درمیان سے مجھے اٹھا لیا تو اس کے بعد آپ ہی ان کے نگہبان تھے۔ اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ نہ اس کی کوئی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے

مسلمان مفسرین یہاں توفی کی تفسیر رفع آسمانی سے کرتے ہیں اور اس تفسیر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قوم کے درمیان رہنے اور ان کے اٹھائے جانے کی دو حالتوں کے درمیان تقابل بالکل واضح ہے۔ یعنی جب تک نہیں اٹھائے گئے اس وقت تک قوم کے درمیان تھے اور جب ان کو اٹھا لیا گیا تو قوم کے درمیان نہیں رہے ___ لیکن مرزا قادیانی یہاں توفی کے معنی موت کے کرتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ اس کے بھی قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی وہ صلیب پر "کالمیت" ہو گئے تین دن تک ایک قبر نما حجرے یا حجرہ نما قبر میں ان کے زخموں کا علاج کیا گیا۔ اور پھر وہ بھاگ کر کشمیر چلے آئے یہاں ستر اسی سال زندہ رہنے کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ گویا مرزا کے بقول عیسیٰ علیہ السلام کی تین حالتیں تھیں۔ ایک قوم کے درمیان قیام پذیر رہنے کی۔ دوسری کشمیر کی طرف ہجرت کرکے ایک عرصہ تک زندہ رہنے کی اور تیسری موت کی۔ مرزا کی اس تقریر کے مطابق ان دونوں حالتوں میں جو قرآن کریم میں ذکر کی گئی ہیں کوئی تقابل نہیں رہتا، مرزا کے عقیدے کے مطابق تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ فرمانا چاہئے تھا کہ میں جب تک ان کے درمیان موجود رہا ان پر گواہ رہا پھر میں نے کشمیر کی طرف ہجرت کی تو آپ ان کے نگہبان تھے۔ الغرض **فلما توفیتنی** کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے اپنی تحویل میں لے کر آسمان پر اٹھا لیا تو آپ ہی نگہبان تھے۔ کوئی سی تفسیر اٹھا کر دیکھ لیجئے آپ کو یہی تفسیر ملے گی۔ اس لئے مرزا نے آیت کا جو مفہوم بیان کیا ہے وہ خود اس آیت کی رو سے غلط ٹھہرتا ہے۔

یہاں ایک نکتہ اور بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے (یہ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کا افادہ ہے) وہ یہ کہ

جب کسی نبی کو اپنی قوم کے درمیان میں سے ہجرت کر جانے کا علم ہوتا ہے تو سنۃ اللہ یوں ہے کہ یا تو اس قوم کو تہس نہس کر دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام کی قوموں کے واقعات قرآن کریم میں ذکر کئے گئے ہیں، یا پھر اس نبی کو فاتحانہ شان سے قوم میں واپس لایا جاتا ہے اور قوم اس کی مطیع ہو جاتی ہے جیسا کہ ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کہ آپ جس شہر سے ہجرت فرما کر گئے تھے سات سال بعد اس میں فاتحانہ واپس تشریف لائے اور پوری قوم آپ کی مطیع ہو گئی۔

اہل اسلام کے نزدیک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان پر تشریف بری ان کی ہجرت تھی۔ مگر ان کے تشریف لے جانے کے بعد ان کی قوم (یہود) کو عاد و ثمود کی طرح ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ ان کا معاملہ قرب قیامت تک ملتوی رکھا گیا۔ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے لیے جو اس وقت یہود کا رئیس ہوگا۔ واپس تشریف لائیں گے، جو لوگ آپ پر ایمان لائیں گے وہ باقی رہیں گے، باقی سب کا صفایا کر دیا جائے گا۔ جیسا کہ احادیث شریفہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہیں مر مرا گئے۔ ان کے جانے کے بعد نہ قوم کو ہلاک کیا گیا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واپس لایا گیا۔ مرزا قادیانی کا یہ قول سنت اللہ کے قطعاً خلاف ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت آسمان کی طرف نہیں بلکہ کشمیر کی طرف ہوئی تھی تو وہاں ان کی گمنامی کی موت واقع نہ ہوتی، بلکہ ان کو فاتحانہ شان سے دوبارہ ان کی قوم میں واپس لایا جاتا۔

۲۔ یہیں آپ نے مرزا کی جو تقریر نقل کی ہے کہ "اس آیت میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ عیسائیوں کے بگڑنے سے لاعلمی ظاہر کریں گے۔ اور کہیں گے کہ مجھے تو ان کے حالات کی اس وقت تک خبر ہے جب تک میں ان میں تھا اور وفات کے بعد کی خبر نہیں؟

مرزا کی یہ تقریر خود اس کی اپنی تصریح کے خلاف ہے، چنانچہ "آئینہ کمالات اسلام" میں لکھتا ہے۔

"اور میرے پر کشفاً ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی ہے حضرت عیسیٰ کو اس کی خبر دی گئی" (صفحہ ۲۵۴)

اس کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے

"خدائے تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے" (صفحہ ۲۶۸ حاشیہ)

جب اللہ تعالیٰ نے بقول مرزا آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں کے بگاڑ اور فتنہ کی خبر دے دی تھی تو خود ہی سوچئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیسے کر سکتے ہیں؟ کیا اس صورت میں بھی وہ پوری بے ہودہ تقریر جاری نہیں ہوتی جو مرزا نے عیسیٰ علیہ السلام اور خدا تعالیٰ کی گفتگو کی نقل کی ہے؟ اور جس کے نقل کرنے سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں!

دراصل مرزا کو قرآن سے اپنی مطلب براری کے کوئی تعلق نہیں تھا، اس لیے اس نے جیسا موقعہ دیکھا قرآن کریم کی آیات کا مطلب گھڑ لیا۔ زیر بحث آیات کا یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اپنی قوم کے بگاڑ سے لاعلمی کا اظہار فرمائیں گے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس بگڑی ہوئی قوم سے اپنی برأت فرمائیں گے کہ میں جب تک ان کے درمیان قیام پذیر رہا ان کی پوری پوری نگرانی کرتا رہا کہ کسی غلط عقیدہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، پھر جب آپ نے مجھے اٹھایا تو میری ذمہ داری ختم ہو گئی، اس کے بعد اگر انہوں نے گمراہی اختیار کی ہے تو میں ان سے بری الذمہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قوم کے بگاڑ کا علم ہونے یا نہ ہونے کی بات ہی زیر بحث نہیں کہ وہ یہ جواب دیتے کہ مجھے علم نہیں، جو بات زیر بحث ہے کہ کیا تم نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لیا؟ اس کے جواب میں وہ عرض کریں گے کہ توبہ! توبہ!

میری کیا مجال کہ میں ان سے ایسی بات کہتا، میں نے تو ان کو توحید کی تعلیم دی تھی اور جب تک ان میں رہا ان کے عقیدۂ توحید کی پوری پوری نگرانی کرتا رہا۔ یہ میرے اٹھائے جانے کے بعد بگڑے ہیں جس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں بلکہ خود انہی پر عائد ہوتی ہے — غور فرمایئے کہ یہ تقریر صحیح ہے یا جو مرزائے کی وہ صحیح ہے!

بقیہ:- اداریہ

۵ر اپریل ۱۹۴۷ء کے الفضل میں خلیفہ قادیانی کی دوسری تقریر درج ہے۔ فرماتے ہیں:

"بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر رہیں" آزادی ملک کے تیرے مہینے کشمیر کی جنگ میں قادیانیوں نے "فرقان فورس" کے نام سے ایک پلاٹون کشمیر کی جنگ میں بھیجی جس نے سراسر غداری کی۔ اس کے بارے میں سردار ایوب خان کا بیان کافی ہے:-

اس فرقان بٹالین نے جو کچھ کیا۔ اور ہندوستان کی جو خدمات انجام دیں۔ مسلم مجاہدین کی جوانیوں کا جس طرح سودا چکایا اگر اس پہ خون کے آنسو بھی بہائے جائیں تو کم ہیں۔ جو سکیم بنتی ہندوستان پہنچ جاتی۔ جہاں مجاہدین مورچے بناتے دشمن کو پتہ چل جاتا، جہاں مجاہدین ٹھکانہ کرتے ہندوستان کے ہوائی جہاز پہنچ جاتے" (ٹریکٹ کشمیر اور مرزائیت) ۱۹۴۸ء میں انہوں نے صوبہ بلوچستان کو احمدی بنانے (اور اس طرح سے اس پر قبضہ کرنے کی) بھرپور کوشش کی اور اس سلسلہ میں الفضل (۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء) کے شمارے میں ایک بیان بھی شائع ہوا۔ لیکن قادیانی بری طرح ناکام ہوئے۔ پاکستان کے قیام سے قبل "برطانیہ جانشینی" اور قیام پاکستان کے بعد بلوچستان پر قبضہ کی سکیم میں فیل ہونے کے بعد انہوں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا جو یہودیوں نے امریکہ اور برطانیہ میں اختیار کر رکھا ہے۔ کہ ملک کی تمام کلیدی آسامیوں پر قبضہ کر لیا جائے۔

۱۹۵۲ء میں مرزا محمود نے قادیانیوں کو حکم دیا کہ تمام محکموں میں گھس جاؤ۔ تاکہ جماعت کے مفادات کا زیادہ سے زیادہ تحفظ ہو سکے۔ سر ظفر اللہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ہر محکمے میں قادیانی بھرتی کر دیئے۔ اب یہ حالت ہے کہ پورا کا پورا ملک مرزائی افسران کی کمین گاہ بنا ہوا ہے۔ ہر محکمے میں کلیدی آسامیوں پہ ان کا قبضہ ہے اس پر کمیونسٹ اور لادین عناصر کا تعاون بھی انہیں حاصل ہے۔ اس طرح سے قادیانی سرکاری دفتروں میں بیٹھ کر مسلمان نوجوانوں کا حق مار رہے ہیں

قادیانی افسران کے بارے میں اپنے ماتحت مسلمان ملازمین کو پریشان کرنے کی شکایات عام طور پر سنی جاتی ہیں اور کسی بہانے سے مسلمانوں کو نکال کر اپنے لوگوں کو بھرتی کرنا ان کا روز مرہ کا معمول بن چکا ہے۔ سر ظفر اللہ کے علاوہ ایم ایم احمد، ڈاکٹر عبد السلام قادیانی نے سرکاری عہدوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک و ملت کو جو نقصان پہنچایا ہے وہ اندازے سے باہر ہے۔ ہمیں قادیانیوں پر قطعاً اعتماد نہیں ہے۔ ان کی وفاداری مشکوک ہے۔ ان کے ڈانڈے بھارت اور اسرائیل سے ملتے ہیں۔ ملک کے دو ٹکڑے انھیں کی وجہ سے ہوا ہے۔ ان کی حیثیت ایک ایسے گروہ کی ہے۔ جو بین الاقوامی بساط پر استعماری مہرے کی حیثیت سے کام کرتا اور پاکستان میں عالمی طاقتوں کے سامراجی مفادات کی آبیاری کرتا ہے۔ صدر پاکستان بار بار اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کر رہے ہیں۔ اسلامی نظام یہاں اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک قادیانیوں کو راستے سے نہ ہٹا دیا جائے کیونکہ جب سے پاکستان بنا ہے یہ لوگ نظام اسلام کے نفاذ کے لئے سنگِ راہ ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ کلیدی آسامیوں پر مسلط قادیانیوں کو کسی قسم کا تحفظ فراہم کئے بغیر ان کے کوائف کا بھرپور جائزہ لیتے ہوئے ان کو اپنے انجام تک پہنچایا جائے گا۔ مجلس صحیح سمت میں کارروائی کی ابتداء کا خیر مقدم کرتی ہے۔ آخر میں مسلمانوں سے بھی یہی توقع ہے کہ وہ قادیانیوں کی نشاندہی میں حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اپنی اسلامی غیرت و حمیت کا ثبوت دیں۔

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

آپ کے مسائل کا جواب

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حج کے مسائل

سائل۔ خالد محمود ۲۰۵۷ مدینۃ المنورہ

سوال:۔ حج اکبر کی کیا حقیقت ہے؟ اور عام حج کے مقابلے میں اس کا کتنا ثواب ہے؟

جواب:۔ حج اکبر حج کو کہتے ہیں اس کے مقابلے میں عمرہ حج اصغر کہلاتا ہے، جمعہ کے دن کے حج کو حج اکبر کہنا عوام کی اصطلاح ہے۔ اس کا ثواب ایک روایت کے مطابق ستر گنا زیادہ ہے۔

سوال۔ ۱۱۔ اور ۱۲ ذی الحجہ کو زوال آفتاب سے پہلے شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا کیا حکم ہے؟ اگر مار دی جائیں تو کیا دم دینا ہوگا اور دم کی کیا صورت ہوگی؟۔

جواب:۔ ۱۱، ۱۲ کو زوال سے پہلے رمی کرنا صحیح نہیں اور جو کی گئی اس کا اعتبار نہیں، دم واجب ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کا کوئی جانور حرم کی میں ذبح کر دیا جائے، اس کا گوشت نہ کھائیں بلکہ فقراء کو دے دیں۔

سوال:۔ یہاں پر دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ ۹ ذی الحجہ کو سیدھا عرفات پہنچ جاتے ہیں وہ منیٰ میں ۸ ذی الحجہ کو پانچ نمازیں ادا نہیں کرتے ان کے بارے میں کیا رائے ہے کیا اس طرح بھی صحیح ہے؟

جواب:۔ خلاف سنت ہے مگر حج ہو جاتا ہے اور دم واجب نہیں۔

سوال:۔ ۱۰، ۱۱، اور ۱۲ ذی الحجہ کی رات منیٰ میں گزارنی ضروری ہیں اگر کوئی رات پچھلے حصے میں یعنی دو تین بجے رات کو مکہ سے منیٰ آتا ہے اور پھر منیٰ میں وہ سوتا ہے تو کیا وہ صحیح کرتا ہے؟

جواب:۔ صحیح ہے۔

مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

ڈاکٹر منور احمد سکرنڈ

سوال:۔ "مسلمان کی تعریف" کیا ہے۔ جواب قرآن پاک۔ حدیث اور رسول پاک ؐ کے اقوال سے دیجئے۔

جواب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پورے دین کو ماننے والا مسلمان ہے اور دین کی کسی ایک بات کا جس کا دین میں داخل ہونا قطعیت سے ثابت ہو انکار یا تاویل کرنے والا کافر ہے۔

سوال:۔ مرتد کی تعریف کیا ہے اور اسلام میں قرآن کی رو سے مرتد کی سزا کیا ہے؟

جواب:۔ جو شخص دین سے پھر جائے وہ مرتد ہے اور اس کی سزا قتل ہے اگر توبہ نہ کرے۔ اور جو شخص ضروریات دین میں غلط تاویلیں کرے وہ "زندیق" ہے اور وہ بھی مرتد کے حکم میں ہے۔

سوال:۔ تحریک ختم نبوت کی ابتداء کب ہوئی۔ آیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب جھوٹے نبیوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو اس وقت بھی اس تحریک کا وجود تھا اگر نہیں تھا تو اب اس کی ضرورت

کیوں پیش آئی ۔ اور یہ تحریک کس حد تک کامیاب رہی!

جواب:۔ ختم نبوت کی تحریک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" سے ہوئی ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد کرکے اس تحریک کو پروان چڑھایا

سوال:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کب نازل ہوں گے اور کہاں نازل ہوں گے ؟۔

جواب:۔ قرب قیامت میں جب دجّال نکلے گا ۔ اس کو قتل کرنے کے لیے نازل ہوں گے ۔ جامع مسجد دمشق کے مشرقی منارے پر ان کا نزول ہو گا ۔

سوال:۔ رسول پاک کے بعد امکان نبوت پر روشنی ڈالیے ۔ اور بتائیے کہ جھوٹے نبیوں کا انجام کیا ہوتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کا اور اس کی جماعت کا کیا انجام ہو گا؟ اور ان کی تبلیغ پر پابندی کیوں نہیں لگائی جاتی۔

جواب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا حصول ممکن نہیں ہے ۔ جھوٹے نبی کا انجام مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہوتا ہے کہ منہ مانگی ہیضے کی موت مرتا ہے اور تادم واپسیں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہوتی ہے ۔

سوال:۔ اگر کوئی قادیانی ہماری مسجد میں آکر الگ ایک کونے میں نماز (جماعت سے الگ) پڑھ لے ، کیا ہم اُس کو اس کی اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ ہماری مسجد میں اپنی مرضی سے نماز پڑھے ؟۔

جواب:۔ مرتدوں کو مساجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں بلکہ ان کو نکال دینے کا حکم ہے ان کو عام کفار پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ واللہ اعلم ۔

کیا موسیقی روح کی غذا ہے؟

سائل ۔ حافظ محمد الیاس بندھانی کراچی

سوال:۔ بچپن سے تو ہم یہی سنتے آئے تھے کہ ایک مسلمان کے لیے ذکر خدا وندی اور قرآن پاک کی تلاوت روح کی غذا ہوتی ہے لیکن گذشتہ "عوامی دور حکومت" سے لے کر اب تک ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن نوجوان اور نئی نسل کے ذہنوں میں یہ بات پختہ کرتے جا رہے ہیں کہ "موسیقی روح کی غذا ہے"! اس ملک کا ہر اداکار اور گلوکار ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر یہ بات ضرور دہراتا ہے کہ "موسیقی روح کی غذا ہے"! لیکن مختصر پچھلے سال کثیرالاشاعت اخبار "جنگ" میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی شہرہ آفاق اور نامور گلوکارہ کا یہ انٹرویو پڑھ کر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ "مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نغمہ سرائی کے لیے کیا ہے" جب کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں" بات عبادت کی ہو رہی ہے تو "جدید ترین عبادت" کا ایک انداز اور نئی منطق بھی ملاحظہ فرمائیے ۔ "کیا اپنے کام کو نیک نیتی، خلوص اور ذہنی وقلبی یکسوئی کے ساتھ کرنا عبادت اور جزو ایمان نہیں ؟ اسلام بھی ہمیں یہی درس دیتا ہے کہ نیک نیتی خلوص دل اور دیانت داری سے جو کام کیا جائے وہ عبادت کا درجہ رکھتا ہے جب گانے کے لیے آتی ہوں باوضو ہو کر آتی ہوں میں ابھی بھی گھر سے نماز پڑھ کر آئی ہوں کیونکہ سُر میرے نزدیک عبادت ہے اور نغمہ سرائی کرتے وقت میں خدا کو حاضر و ناظر جانتی ہوں" یہ الفاظ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سونے کے تاج سے تاجپوشی اور "ملکہ ترنم" کا اعزاز حاصل کرنے والی ایک گلوکارہ کے ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ اگر خلوص دل، دیانتداری اور ذہنی وقلبی یکسوئی کے ساتھ نغمہ سرائی کرنا عبادت ہے تو پھر قتل و غارت گری کرنا، زنا کرنا اور ڈاکے ڈالنا عبادت کیوں نہیں ؟ یہ تینوں شیطانی حرکتیں کرنے والے بھی تو اپنا کام پوری دیانت داری خلوص دل اور ذہنی وقلبی یکسوئی کے انجام دیتے ہیں

جواب:۔ بھئی ہر شخص اپنی فہم و دانش کی سطح کے مطابق بات کرتا ہے ۔ اس گلوکارہ نے جیسا کچھ سمجھا، کہہ دیا۔ آپ

رو معلوم ہے کہ تثلیث کے فرزند تثلیث کو اور گائے بیل کے پجاری گائے کے گوبر کی تقدیس و تعظیم کو عبادت سمجھتے ہیں۔ اگر نغمہ کے پرستار نغمہ کو عبادت کہہ ڈالیں تو تعجب کیوں کیجئے۔ گانا، اسلامی شریعت کی رُو سے حرام ہے اور حرام فعل، ظاہر ہے کہ شرعاً عبادت نہیں ہو سکتا اور کسی گناہ کو عبادت کہنا بڑی سنگین بات ہے کہ کسی شخص کو اس کے جہل بسیط یا جہل مرکب کی وجہ سے ہم معذور سمجھیں۔

رہا یہ کہ آج کل موسیقی کو روح کی غذا کہا جاتا ہے تو جو حضرات فرماتے ہیں وہ اپنی حد تک صحیح فرماتے ہیں۔ جیسی روح ویسے فرشتے، جیسی روح ویسی غذا، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لیے تلاوت و ذکر الٰہی روح کی غذا ہے اور ان حضرات کے لیے راگ گانا روح کی غذا ہوگا آپ نے اس "حلال خور" کا قصہ سنا ہوگا جو عطار کی دکان سے عطر کی خوشبو سونگھ کر بے ہوش ہوگیا تھا اور اسے ہوش میں لانے کی ساری تدبیریں ناکام ہو گئی تھیں۔ لیکن جب اس کے بھائی نے اس کی روح کی خاص غذا لاکر اس کی ناک کے پاس رکھی تو اسے فوراً ہوش آگیا، اگر ان حضرات کے بھی راگ سن کر چودہ طبق روشن ہو جاتے ہوں تو بجا ہے۔ ہندوستان کے سابق وزیر اعظم مسٹر ڈیسائی اپنے پیشاب کو "امرت" فرماتے ہیں۔ اگر اسی قسم کی صاف ستھری طبیعت و مزاج کے لوگ راگ گانے کو "روح کا امرت" فرماتے ہوں تو ان کے قول کو کیوں جھٹلایا جائے؟ قرآن کریم نے تو اس عقدے کو بہت پہلے یہ فرما کر حل کر دیا تھا:

الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات

بقیہ:- خصائل نبوی ﷺ

۳۰- ترجمہ:- ام منذر کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے۔ ہمارے یہاں کھجور کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے تناول فرمانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ بھی نوش فرمانے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک دیا کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو تم مت کھاؤ۔ وہ رُک گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تناول فرماتے رہے۔ ام منذرؓ کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جَو اور چقندر لے کر پکائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا کہ یہ کھاؤ یہ تمہارے لیے مناسب ہے۔

فائدہ - اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اسباب کی رعایت توکل کے منافی نہیں۔ چنانچہ احیاء العلوم میں اس کو مفصل لکھا ہے اس کے ترجمہ میں جس کا دل چاہے تفصیلاً دیکھ لے۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورہ قٓ اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے اور بعد میں آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم)

قومی اخبارات کا مطالعہ

قادیانی کافر سے بھی بدتر ہیں: صدر ضیا

ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والے اسلام سے خارج ہیں

میرے خلاف پروپیگنڈا میں سیاسی مقاصد کارفرما ہیں

کراچی۔ ۱۶ر نومبر (نمائندہ نوائے وقت) صدر مملکت جنرل محمد ضیاءُ الحق نے کہا ہے کہ میرے والد محمد اکبر علی مرحوم نے اپنی ساری زندگی قادیانیوں سے عداوت میں گذاری۔ میرے والد کا کہنا تھا کہ قادیانیت کا فتنہ انگریزوں نے کھڑا کیا ہے۔ آج صدر مملکت فاران کلب کے زیر اہتمام غیر منقوط کتاب ہادیٔ عالم کی تقریب رونمائی میں جب تقریر کر رہے تھے۔ تو ایک عالم نے تقریر کے درمیان کھڑے ہو کر کہا کہ آپ سکھر میں بھی قادیانیت کے بارے میں اپنے اوپر لگائے گئے الزام کی تردید کر چکے ہیں لیکن حال ہی میں مجھے ایک خط موصول ہوا ہے۔ جس میں اس قسم کے خدشات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ جنرل ضیا قادیانیوں کے خلاف کلمات استعمال نہیں کرتے۔ صدر ضیاء نے اپنی تقریر روک کر غور سے یہ باتیں سنیں اور پھر کہا کہ قادیانی کافر ہیں، اگر اس سے بھی بڑی کوئی بات ہے تو میں کہنے کو تیار ہوں۔ میں ہادیٔ عالم کی تقریب میں یہ بات کہہ رہا ہوں مجھے یقین ہے کہ الزامات کا یہ فتنہ ختم نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس میں سیاسی مقصد کارفرما ہیں۔ بہرحال مجھے اور الزام عائد کرنے والوں کو اللہ کے یہاں جواب دینا ہے۔ صدر ضیاء نے کہا کہ میرے ایک دوست نے مشورہ دیا تھا۔ کہ اس سلسلے میں اپنا تفصیلی بیان اور وضاحت اخبارات میں شائع کرا دوں۔ صدر نے کہا کہ میں نے اپنے دوست کو جواب دیا کہ میں اپنے خرچ پر روزنامہ نوائے وقت اور دیگر اخبارات میں اس قسم کے بیان کیا صفحات شائع کرانے کو تیار ہوں لیکن اس سے یہ فتنہ ختم نہیں ہوگا۔ صدر ضیاء نے مزید کہا کہ قادیانیوں کو کافر سے بدتر قرار دیتا ہوں لیکن میرے یہ الفاظ سننے کے بعد بھی یہ فتنہ ختم نہیں ہوگا۔ صدر ضیاء نے کہا کہ ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والے اسلام سے خارج ہیں۔

مولانا اسلم قریشی کے اغوا کے مقدمے میں مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش کرنے کا مطالبہ

ملتان ۱۲ر نومبر (نمائندہ جسارت) ملک کی عظیم دینی درس گاہ مدرسہ خیر المدارس کے سالانہ جلسہ میں آج متعدد علماء کرام نے مولانا اسلم قریشی کے مقدمہ میں قادیانی فرقہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد کو شامل تفتیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ آج کے اجلاس سے مولانا زاہد الراشدی، مولانا حبیب اللہ، مولانا محمد امین صفدر، مولانا مقبول احمد اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ مولانا اسلم قریشی کے مقدمہ میں جو تیسرا شخص گرفتار ہوا ہے وہ صفدر رانا ہے جس نے اسلم قریشی کے ۱۴ سالہ بیٹے کو اغواء کرنے کی کوشش کی تھی۔ دوران تفتیش اس نے بتایا کہ وہ قادیانی ہے وہ مرزا طاہر سے ملا۔ اور ان سے کاروبار کے سلسلہ میں بات چیت کی ہے۔ (بشکریہ روزنامہ جسارت)

پانچ جماعتوں کے اجلاس میں مشترکہ مجلس عمل ختم نبوت کی تشکیل کا فیصلہ

سیاسی جماعتیں آئین کا تحفظ کریں، اپنی صفوں میں سے قادیانیوں اور ملحدوں کو خارج کریں۔ ممتاز علماء اور رہنماؤں کی اپیل

۱۳ رکنی کوآرڈینیٹنگ کمیٹی قائم کر دی گئی ۲۵ نومبر کو لاہور میں کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ہو گی

لاہور ۱۲ نومبر (نمائندہ جسارت) ملک کی معروف مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے تمام سیاسی جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ۱۹۷۳ء کے آئین کا مل جل کر تحفظ کریں اور آئین کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قادیانیوں اور ملحدوں کو اپنی جماعتوں کی رکنیت سے الگ کر کے ملت اسلامیہ کے ساتھ مکمل نظریاتی وابستگی کا عملی مظاہرہ کریں۔ یہ اپیل ان رہنماؤں کے اجلاس میں منظور کردہ ایک قرار داد کے ذریعہ کی گئی ہے۔ شیرانوالہ دروازہ میں مولانا عبید اللہ انور کی رہائش گاہ پر منعقدہ اس اجتماع میں کالعدم جماعت اسلامی کے جنرل سیکرٹری قاضی حسین احمد اور چوہدری غلام جیلانی کالعدم جمعیت علمائے پاکستان کے مولانا عبد الستار خان نیازی، مولانا مفتی مختار احمد نعیمی اور شیر احمد خان نیازی کالعدم جمعیت علماء اسلام کے مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا علاؤ الدین مولانا محمد عبد اللہ گکھڑ، میاں محمد اجمل قادری، مولانا تاج محمود، مولانا ظہور الحق اور مولانا محمد اشرف ہمدانی، اہلحدیث مکتبہ فکر کے مولانا حافظ عبد القادر روپڑی، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مولانا عبد الخالق قدوسی اور شیعہ مکتبہ فکر کے علامہ علی غضنفر کراروی اور مرزا یوسف حسین خان اور سید محبوب علی شمسی نے شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت مولانا خان محمد (کندیاں شریف) نے کی۔ مولانا محمد شریف جالندھری اور مولانا زاہد الراشدی نے اجلاس کے بعد ایک پریس کانفرنس میں بتایا۔ کہ اجلاس میں ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی میں تاخیر سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کیا گیا۔ شرکاء نے اس امر پر سخت افسوس کا اظہار کیا کہ ملت اسلامیہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے اور کلیدی عہدوں سے ان کی برطرفی کے لئے جو مسلسل قربانیاں دیں موجودہ دور میں وہ سب کچھ رائیگاں جاتا نظر آ رہا ہے۔ اجلاس میں مشترکہ مرکزی مجلس عمل ختم نبوت کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا۔ اور اس کے لئے ایک تیرہ رکنی کوآرڈینیٹنگ کمیٹی قائم کی گئی ہے کمیٹی کا پہلا اجلاس ۲۲ نومبر کو لاہور میں ہو گا۔ علاوہ ازیں ۲۵ نومبر کو لاہور میں کل پاکستان آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں منظور کردہ ایک قرار داد میں اس امر پر انتہائی افسوس کیا گیا ہے کہ قادیانی پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام کو نہ صرف مسلمان سائنسدان کے طور پر پاکستان کے سرکاری ذرائع سے پوری دنیا میں متعارف کرایا گیا۔ بلکہ اب انہیں عالمی اسلامک سائنس فاؤنڈیشن کا چیئرمین بنانے کی کوشش بھی کی جا رہی ہیں۔ قرار داد میں کہا گیا ہے۔ کہ یہ قادیانیت نواز پالیسی ملت اسلامیہ کے لئے ناقابل برداشت ہوتی جا رہی ہے۔ ایک اور قرار داد میں مولانا اسلم قریشی کی فوری بازیابی کے لئے موثر اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ اجلاس نے فوج اور سول محکموں میں کلیدی عہدوں پر فائز تمام قادیانی افسروں کو برطرف کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ (بشکریہ جسارت کراچی)

مسئلہ ختم نبوۃ

افادات
مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب

غلام اصغر چشتی صاحب ایم اے ۔ ایل ایل بی

مسلمانوں کے اقتداء میں نماز حرام

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک جماعت تیار کرے پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں گھسنا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے ۔ منشاء الٰہی کی مخالفت ہے میں تم کو بتاکید منع کرتا ہوں کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو" (منقول از اخبار الحکم قادیانی ۱۳ فروری ۱۹۰۸ء)

"یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے ۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر و مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو" (حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷)

"ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں ۔ اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں ۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں ۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے" (انوار خلافت مطبوعہ تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیانی ص ۹۰)

"باہر سے لوگ بار بار پوچھتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے ۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں ۔ جائز نہیں ۔ جائز نہیں" (انوار خلافت مطبوعہ تقریر مرزا محمود ص ۸۹)

خلیفہ قادیان شیطان لکھتا ہے ۔ کہ میرے باپ سے "ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن اس نے یہی کہا کہ لڑکی بٹھائے رکھو ۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو ۔ مرزا کی موت کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا" (انوار خلافت مطبوعہ مرزا محمود ص ۹۶)

"تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا" (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷)

"غیر احمدیوں سے دینی امور میں الگ رہو" (نہج المصلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۳۸۲)

"خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جس کو تیری دعوت پہنچی ہے اور اس نے تجھے قبول نہیں کیا ۔ کیا وہ مسلمان نہیں ۔ (بحوالہ کلمۃ الفصل ۱۷۰ حقیقۃ ص ۱۶۲)

ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا ۔ اور یا محمدؐ کو مانتا ہے ۔ پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف ہے ۔ جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لئے اولٰئک ہم الکٰفرون حقا فرمایا کلمۃ الفصل ۱۱۰ مارچ اپریل ۱۹۱۵ء جلد ۱۴ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ۔

کل مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے موعود مذکور کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں یہ میرے عقائد ہیں"۔ (آئینہ صداقت از مرزا محمود احمد ص۳۵)

دونوں حرام

"غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام کیا گیا ان کا جنازہ پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے"۔ (کلمۃ الفصل ص۱۶۹ از بشیر احمد ایم۔ اے۔)

"مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے جو غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً مسیح موعود کو نہیں سمجھتا۔ (برکات خلافت ص۷۵) اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے۔ جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو؟ (ملائکۃ اللہ ص۴۶ تقریر خلیفہ قادیانی مطبوعہ)

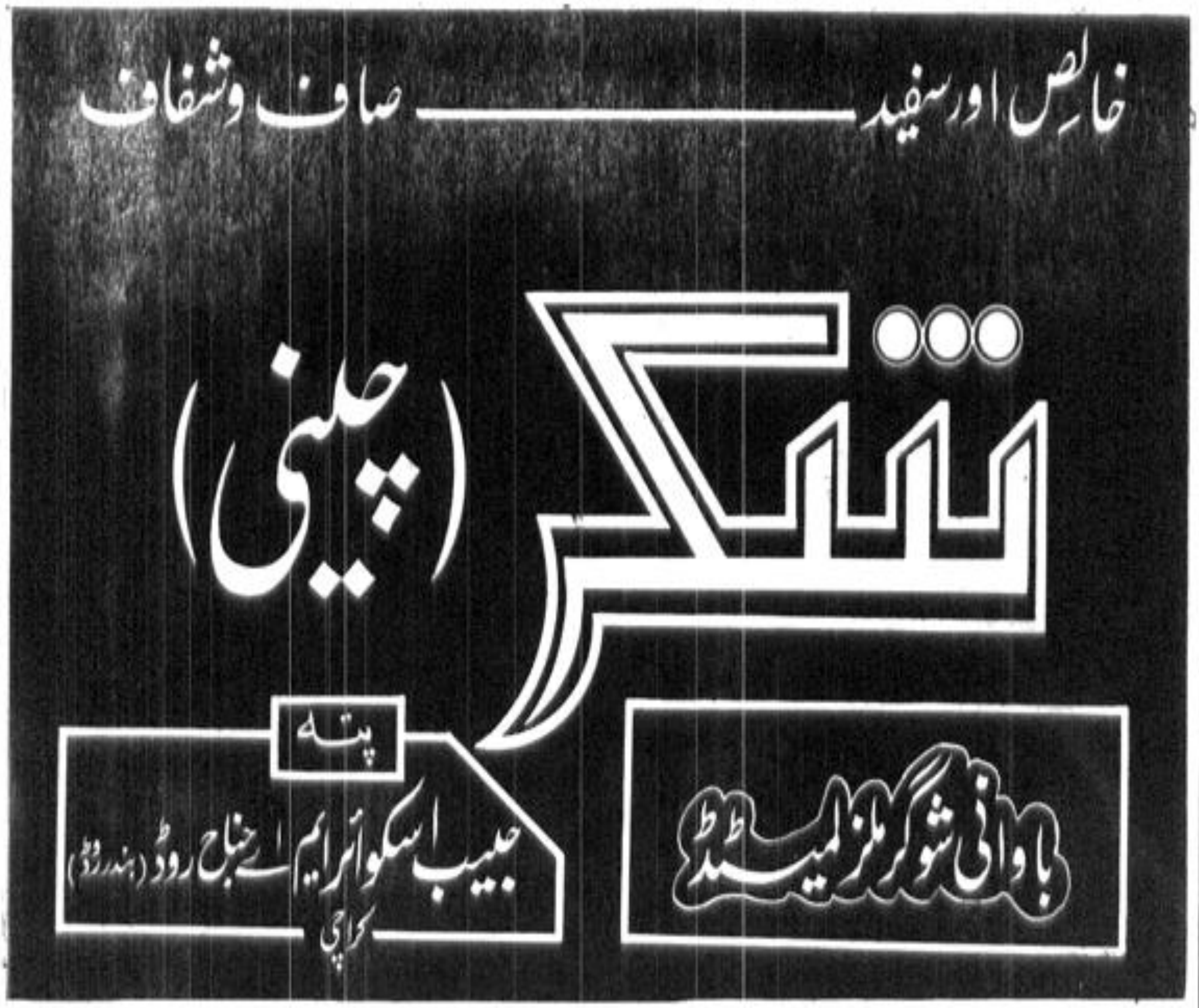

بس ذرا گلا خراب ہے
گلے کی خرابی اور خراش کو معمولی بات سمجھ کر نظر انداز نہ کیجیے
یہ بجائے خود ایک مرض ہے اور نزلہ، زکام اور کھانسی جیسی پریشان کن
اور تکلیف دہ بیماریوں کا پیش خیمہ بھی۔
گلے میں خراش محسوس ہو تو فوری توجہ دیجیے۔ مناسب احتیاط
برتیے اور سعالین لیجیے۔ جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ سعالین نزلہ، زکام
اور کھانسی کا مفید علاج بھی ہے اور ان سے بچاؤ کی تدبیر بھی۔
سُعالین
SUALIN
نزلہ، زکام اور کھانسی کی مفید دوا
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
عفو و درگذر
بہترین انتقام ہے
ADARTS-SUA-3/82

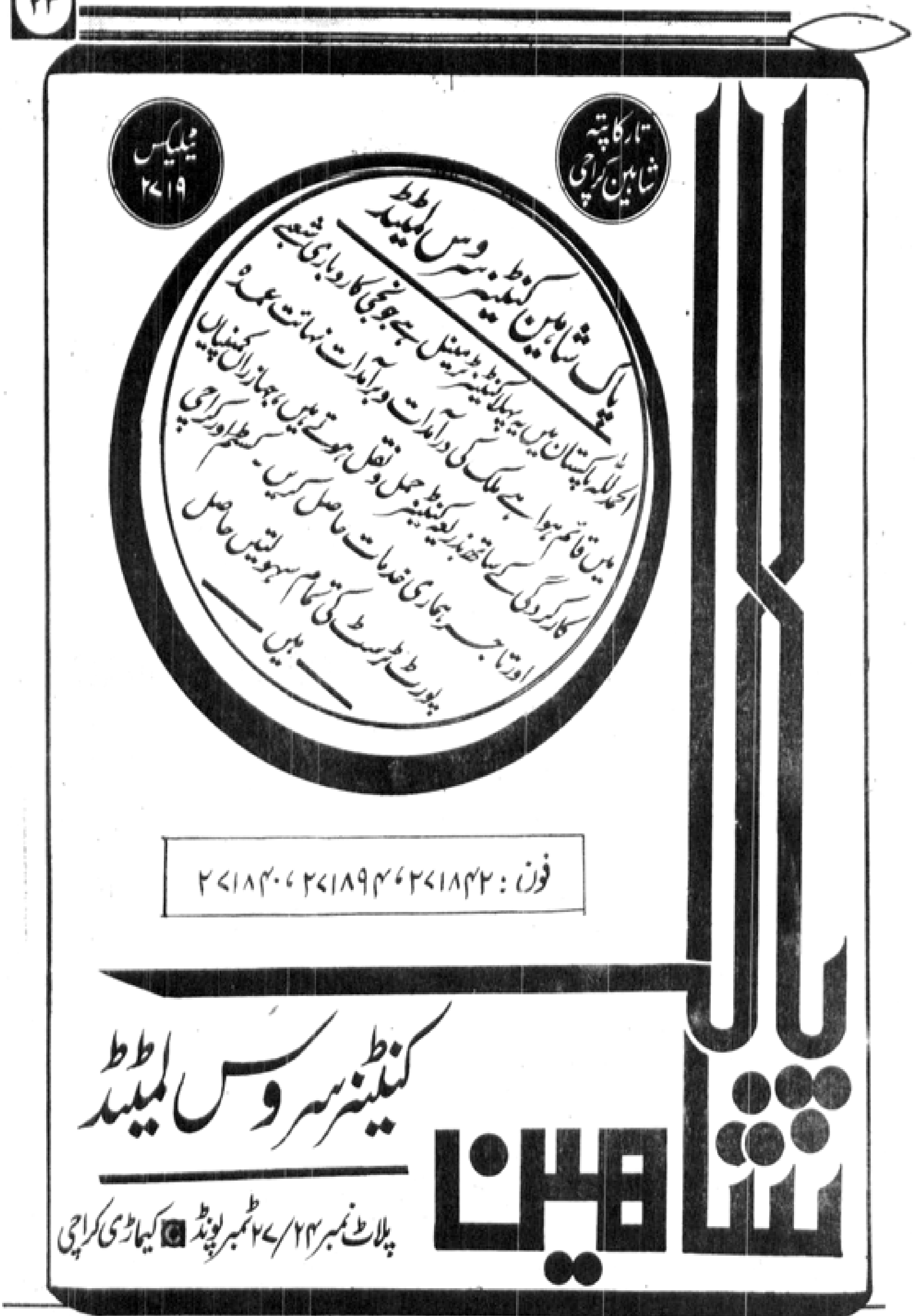
تار کا پتہ
شاہین کراچی
ٹیلیکس
۲۷۱۹
پاک شاہین کنٹینر سروس لمیٹڈ
الحمدللہ پاکستان میں یہ پہلا کنٹینر ٹرمینل ہے جو نجی کاروباری شعبہ
میں قائم ہوا ہے ملک کی درآمدات و برآمدات نہایت عمدہ
کارکردگی کے ساتھ بذریعہ کنٹینر حمل و نقل ہوتے ہیں، بحری جہاز راں کمپنیاں
اور تاجر ہماری خدمات حاصل کریں۔ سکٹر اور کراچی
پورٹ ٹرسٹ کی تمام سہولتیں حاصل ہیں
فون: ۲۷۱۸۴۲، ۲۷۱۸۹۴، ۲۷۱۸۴۰
پاک شاہین
کنٹینر سروس لمیٹڈ
پلاٹ نمبر ۲۴/۲۷ ٹمبر پونڈ کیماڑی کراچی

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI

فون نمبر ۲۱۶۲۱ Registered S. No. 3220

بیچارگی

اشکِ غم یوں ڈبڈبا کر رہ گئے — جیسے تارے جھلملا کر رہ گئے

جانے والے تو مدینے چل دیئے — ایک ہم آنسو بہا کر رہ گئے

اضطرابِ شوق میں بے ربط سے — چند فقرے لب تک آ کر رہ گئے

دل بھر آیا، آنکھ پُر نم ہو گئی — اُف نہ کی، لب تھرتھرا کر رہ گئے

دِل پہ رکھا ہاتھ، ٹھنڈی سانس لی — کچھ نگاہوں سے بتا کر رہ گئے

گنبدِ خضرا کا جب آیا خیال — دل کے گوشے جگمگا کر رہ گئے

سنتے ہی ذکرِ گلستانِ قبا — زخمِ دل سب مسکرا کر رہ گئے

آ گئی جب یادِ محرابِ نبیؐ — ہم ادب سے سر جھکا کر رہ گئے

ہائے وہ جلوئے جو اٹھتے ہی نظر — دیدہ و دل میں سما کر رہ گئے

اللہ ان کی قسمت کا فروغ — جو درِ اقدس پہ جا کر رہ گئے

خیر تو ہے بات کیا ہے اے حمیدؔ

ایک ہی مصرع سنا کر رہ گئے

حمیدؔ صدیقی لکھنوی